فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۶۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): مصیبت کے وقت سر منڈ وانے کا کیا حکم ہے؟

(جواب): مصیبت اور پریشانی میں سر منڈ وانا حرام ہے، یہ نوحہ کی ایک صورت ہے، اسلام میں نوحہ نہیں ہے، یہ جاہلیت کے اُمور میں سے ہے۔

❀ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو تکلیف ہوئی اوران پر بے ہوشی طاری ہوگئی، ان کا سر بیوی کی گود میں تھا، یہ دیکھ کر وہ زور سے چیخ پڑی مگر ابوموسیٰ اس پر نکیر نہ کر سکے، انہیں ہوش آیا تو بولے: میں اس سے بری ہوں، جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہارِ براءت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صالقہ، حالقہ اور شاقہ سے براءت کی ہے۔

(صحيح البخاري : 1296 ، صحيح مسلم : 104)

صالقہ: جو نوحہ خوانی کرتی اور اونچی آواز سے بین کرتی ہے۔

حالقہ: جو مصیبت کے وقت اپنے سر کے بال مونڈ لیتی ہے۔

شاقہ: جو مصیبت کے وقت اپنا کپڑا یا گریبان چاک کر لیتی ہے۔

(سوال): جس کا دانت ٹوٹ جائے، تو کیا وہ نیا دانت لگوا سکتا ہے؟

(جواب): جی ہاں، نیا دانت لگوایا جا سکتا ہے، یہ طریقہ علاج ہے، علاج میں جن چیزوں سے شریعت نے منع کیا ہو، وہ منع ہے، باقی سب جائز ہیں۔ دانت لگوانے سے شریعت نے منع نہیں کیا، لہٰذا جائز ہے، نیز دانت کسی بھی دھات کا لگوایا جا سکتا ہے۔

سوال: داڑھی سے سفید بال اکھاڑنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ڈاڑھی میں سفید بال اُگ آئیں، تو انہیں اکھاڑنا جائز نہیں، البتہ انہیں رنگ لگانا افضل ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ، فَإِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ، مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ، كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً، وَكَفَّرَ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً، وَرَفَعَهُ بِهَا دَرَجَةً .

''سفید بالوں کو مت اکھاڑیں، کیونکہ یہ مسلمان کا نور ہیں، جس کے اسلام میں بال سفید ہو گئے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتا ہے، ایک گناہ معاف کر دیتا ہے اور ایک درجہ بلند کر دیتا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : 179/2، سنن أبي داود : 4202، سنن النّسائي : 5068، سنن التّرمذي : 2821، سنن ابن ماجه : 3721، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن'' کہا ہے۔

❁ حافظ عقیلی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صالح'' قرار دیا ہے۔

(الضّعفاء الكبير : 230/2)

سوال: کیا خواتین کے لیے پنڈلیوں کے بال صاف کرنا جائز ہے؟

جواب: شریعت میں اس کی ممانعت نہیں۔

سوال: اگر عورت کے ڈاڑھی نکل آئے، تو اسے مونڈنا کیسا ہے؟

جواب: اسلام میں عورت کے لیے ڈاڑھی نہیں، وہ چہرے پر اُگنے والے بال

صاف کرسکتی ہے، بلکہ اہل علم نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْمَرْأَةُ إذَا نَبَتَتْ لَهَا لِحْيَةٌ فَيُسْتَحَبُّ حَلْقُهَا .

''اگر عورت کے ڈاڑھی اُگ آئے، تو اسے زائل کرنا مستحب ہے۔''

(المَجموع :290/1)

(سوال): خوشبو کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

(جواب): خوشبو لگانا سنت اور مستحب ہے۔ نبی کریم ﷺ کو خوشبو بے حد پسند تھی۔ اچھی خوشبو کا استعمال کرنا چاہیے، یہ انسان کی طبیعت پر اچھا اثر چھوڑتی ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ، وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ .

''آپ رضی اللہ عنہ خوشبو رد نہیں کرتے تھے، بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ خوشبو کو رد نہیں کرتے تھے (بلکہ ضرور قبول فرماتے تھے)۔''

(صحيح البخاري : 2582، 5929)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

طَيَّبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُرْمِهٖ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ وَلِحِلِّهٖ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ .

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام باندھنے سے پہلے اور طواف (افاضہ) کرنے سے پہلے احرام کھولنے کے بعد خوشبو لگائی۔''

(صحيح البخاري : 1539 ، صحيح مسلم : 1189 ، واللّفظ لهٗ)

سوال: کیا ناخن اور بال اُتار کر دفن کرنے چاہییں یا انہیں پھینک بھی سکتے ہیں؟

جواب: ناخن اور بال اُتارنے کے بعد پھینک دیے جائیں، انہیں دفن کرنے کی ضرورت نہیں۔ جن روایات میں بالوں اور ناخنوں کو دفن کرنے کا ذکر ہے، وہ ساری کی ساری ضعیف وغیر ثابت ہیں۔

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ رُوِيَ فِي دَفْنِ الظُّفُرِ وَالشَّعْرِ أَحَادِيثُ أَسَانِيدُهَا ضِعَاف .

''ناخن اور بال (اُتارنے کے بعد انہیں) دفن کرنے کے متعلق کئی احادیث مروی ہیں، سب کی سندیں ضعیف ہیں۔''

(السّنن الكبرىٰ :35/1 ، الخلافيّات :113/1)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ادْفِنُوا الْأَظْفَارَ وَالشَّعْرَ وَالدَّمَ فَإِنَّهَا مَيْتَةٌ .

''ناخنوں، بالوں اور خون کو دفن کر دیا کریں، کیونکہ یہ بھی میت ہیں۔''

(السّنن الكبرىٰ : 76 ، الخِلافيّات للبيهقي :113/1)

روایت ضعیف و منکر ہے۔

① عبداللہ بن عبدالعزیز بن ابی رواد ''ضعیف و منکر الحدیث'' ہے۔

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِأَحَادِيثَ لَا يُتَابِعُهُ أَحَدٌ عَلَيْهِ .

''اس نے اپنے والد سے نافع عن ابن عمر کے واسطہ سے کئی احادیث بیان کی ہیں، جن پر کسی نے اس کی متابعت نہیں کی۔''

(الكامل في ضُعفاء الرِّجال : 335/5)

② احمد بن سعید بغدادی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

③ محمد بن حسن باہلی کا تعین وتوثیق درکار ہے۔

۞ اس حدیث کو امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ''غیر محفوظ'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضُعفاء الرِّجال : 335/5)

۞ اس کی سند کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' کہا ہے۔

(السّنن الكبرىٰ، تحت الحديث : 76، الخِلافيّات : 113/1)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مِنْ شَعْرِهٖ، أَوْ قَلَّمَ أَظْفَارَهٗ، أَوِ احْتَجَمَ؛ بَعَثَ بِهٖ إِلَى الْبَقِيعِ، فَدُفِنَ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بال کاٹتے یا ناخن تراشتے یا سینگی لگواتے، تو اسے بقیع کی طرف بھیجتے اور اسے دفن کیا جاتا۔''

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم : 2533)

روایت باطل ہے۔ یعقوب بن محمد زہری ''ضعیف'' ہے۔

۞ امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حَدِيثٌ بَاطِلٌ، لَيْسَ لَهٗ عِنْدِي أَصْلٌ .

''یہ حدیث باطل ہے، میرے مطابق یہ بے اصل ہے۔''

(عِلَل الحديث لابن أبي حاتم، تحت الحديث : 2533)

سوال: سجدہ تعظیمی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: سجدہ تعظیمی حرام ہے۔ پہلی شریعتوں میں اس کی اجازت تھی، مگر جس طرح اللہ رب العالمین کو سجدہ کیا جاتا ہے، مخلوق کے لیے اس طرح سجدہ کرنا شرک ہے، کیونکہ یہ مظہر عبادت ہے۔ سجدہ تعظیمی سے مراد تعظیماً جھکنا تھا، نہ کہ معروف سجدہ۔

❁ علامہ ابن عطیہ رحمہ اللہ (۵۴۲ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُونَ أَنَّ ذٰلِكَ السُّجُودَ، عَلٰى أَيِّ هَيْئَةٍ كَانَ، فَإِنَّمَا كَانَ تَحِيَّةً لَا عِبَادَةً .

''یہ سجدہ جس طرح بھی تھا، البتہ اس پر مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ سجدہ تحیہ تھا، عبادت کے لیے نہ تھا۔''

(تفسير ابن عطية : 281/3)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا .

''اگر میں کسی کو سجدہ (تعظیمی) کا حکم دیتا، تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔''

(سنن التّرمذي : 1159، وسندهٗ حسنٌ، والحديث صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن'' کہا ہے، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۱۶۲) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾(فُصِّلت : ۳۷)

''سورج چاند کو سجدہ مت کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو کہ جس نے انہیں (سورج چاند وغیرہ کو) تخلیق کیا ہے، اگر تم خالص اسی کی عبادت کرتے ہو۔''

❁ اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

لَا تُشْرِكُوا بِهٖ فَمَا تَنْفَعُكُمْ عِبَادَتُكُمْ لَهٗ مَعَ عِبَادَتِكُمْ لِغَيْرِهٖ، فَإِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ.

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک مت کرو، غیر اللہ کی عبادت کے ساتھ تمہیں اللہ کی عبادت بھی کچھ فائدہ نہیں دے گی، اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا۔''

(تفسیر ابن کثیر : 182/7)

❁ علامۃ الہند، نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي تَفْسِيرِ هٰذِهِ الْآيَةِ : إِنَّ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلّٰهِ خَالِصًا، فَلَا يَسْجُدُ إِلَّا لَهٗ سُبْحَانَهٗ، وَلَا يَسْجُدُ لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ، نَبَّهَ بِهِمَا عَلٰى غَيْرِهِمَا مِنَ الْمَخْلُوقِ الْعُلْوِيِّ، فَالسُّفْلِيُّ مِنَ الْأَحْجَارِ وَالْأَشْجَارِ وَالضَّرَائِحِ، وَنَحْوِهَا بِالْأَوْلٰى، وَقَدْ دَلَّتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلٰى أَنَّ دِينَنَا هُوَ أَنَّ السُّجُودَ حَقُّ الْخَالِقِ، فَلَا يُسْجَدُ لِمَخْلُوقٍ أَصْلًا، كَائِنًا مَا كَانَ، فَإِنَّ الْمَخْلُوقِيَّةَ يَتَسَاوٰى فِيهَا الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالْوَلِيُّ وَالنَّبِيُّ

وَالْحَجَرُ وَالْمَدَرُ وَالشَّجَرُ وَنَحْوُهَا .

''بعض اہل علم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے: جو شخص خالص اللہ کی عبادت کرنا چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ اللہ سبحانہ کے علاوہ کسی کو سجدہ نہ کرے، نہ سورج چاند کو سجدہ کرے۔ اللہ تعالیٰ یہاں سورج و چاند کا ذکر کر کے دیگر آسمانی مخلوق کے متعلق تنبیہ کر دی ہے، تو زمین مخلوق مثلاً پتھر، درخت اور در بار وغیرہ کو تو بالاولیٰ سجدہ ممنوع ہے۔ بلاشبہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ ہمارے دین کے مطابق سجدہ صرف خالق کا حق ہے، لہٰذا کسی مخلوق کو سجدہ کرنا قطعاً جائز نہیں، خواہ وہ کوئی بھی ہو، کیونکہ مخلوق ہونے میں سورج، چاند، ولی، نبی، پتھر، اینٹ اور درخت وغیرہ سب برابر ہیں۔''

(الدين الخالص: 53/2)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا السُّجُودُ الْمَنْهِيُّ عَنْهُ قَدِ اتَّخَذَهُ جُهَّالُ الْمُتَصَوِّفَةِ عَادَةً فِي سَمَاعِهِمْ وَعِنْدَ دُخُولِهِمْ عَلٰى مَشَايِخِهِمْ وَاسْتِغْفَارِهِمْ، فَيُرَى الْوَاحِدُ مِنْهُمْ إِذَا أَخَذَهُ الْحَالُ بِزَعْمِهِ يَسْجُدُ لِلْأَقْدَامِ لِجَهْلِهِ سَوَاءٌ أَكَانَ لِلْقِبْلَةِ أَمْ غَيْرِهَا جَهَالَةً مِنْهُ، ضَلَّ سَعْيُهُمْ وَخَابَ عَمَلُهُمْ .

''یہ ممنوعہ سجود جاہل صوفیا نے اختیار کر رکھے ہیں، وہ قوالیوں کے دوران، مشائخ کے پاس جاتے وقت اور ان سے معافی مانگتے وقت سجدہ کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو دیکھا کہ جب اسے بزعم خود ''حال'' پڑتا ہے، تو اپنی

جہالت کی وجہ سے (بزرگوں کے) پاؤں کوسجدہ کرتا ہے، خواہ اس کا رخ قبلہ کی طرف ہو یا غیر قبلہ، یہ اس کی جہالت ہے۔ ان کی سب محنتیں بے فائدہ اور اعمال رائیگاں ہیں۔"

(تفسیر القرطبي :294/1)

❁ **علامہ ابن قیم** رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

مِنْ أَنْوَاعِ الشِّرْكِ سُجُودُ الْمُرِيدِ لِلشَّيْخِ، فَإِنَّهٗ شِرْكٌ مِنَ السَّاجِدِ وَالْمَسْجُودِ لَهٗ، وَالْعَجَبُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ : لَيْسَ هٰذَا بِسُجُودٍ، وَإِنَّمَا هُوَ وَضْعُ الرَّأْسِ قُدَّامَ الشَّيْخِ احْتِرَامًا وَتَوَاضُعًا، فَيُقَالُ لِهٰؤُلَاءِ : وَلَوْ سَمَّيْتُمُوهُ مَا سَمَّيْتُمُوهُ، فَحَقِيقَةُ السُّجُودِ وَضْعُ الرَّأْسِ لِمَنْ يُسْجَدُ لَهٗ، وَكَذٰلِكَ السُّجُودُ لِلصَّنَمِ، وَلِلشَّمْسِ، وَلِلنَّجْمِ، وَلِلْحَجَرِ، كُلُّهٗ وَضْعُ الرَّأْسِ قُدَّامَهٗ، وَمِنْ أَنْوَاعِهٖ رُكُوعُ الْمُتَعَمِّمِينَ بَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ عِنْدَ الْمُلَاقَاةِ، وَهٰذَا سُجُودٌ فِي اللُّغَةِ، وَبِهٖ فُسِّرَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾ (النّساء : ١٥٤) أَيْ مُنْحَنِينَ، وَإِلَّا فَلَا يُمْكِنُ الدُّخُولُ بِالْجَبْهَةِ عَلَى الْأَرْضِ، وَمِنْهُ قَوْلُ الْعَرَبِ : سَجَدَتِ الْأَشْجَارُ، إِذَا أَمَالَتْهَا الرِّيحُ .

"شرک کی ایک صورت مرید کا اپنے پیر کوسجدہ کرنا ہے، یہ ساجد اور مسجود دونوں کا شرک ہے۔ تعجب ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں: یہ سجدہ نہیں ہے، یہ تو احترام اور

تواضع میں پیر کے سامنے سر رکھا گیا ہے۔ ایسوں کو کہا جائے گا کہ اگر تم اپنے سجدے کو یہی نام دیتے ہو، تو سجدہ کا معنی بھی یہی ہے کہ سر کو مسجود کے لیے نیچے رکھا جائے، اسی طرح بت، سورج، ستارے اور پتھر کو سجدہ کیا جاتا ہے، سب میں ان کے سامنے سر ہی رکھا جاتا ہے۔ نیز بعض لوگوں کا ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو رکوع کرنا بھی شرک کی ایک قسم ہے، لغوی سجدہ اسی کو کہتے ہیں، اس فرمان باری تعالیٰ کا یہی معنی ہے: ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾ (النّساء : ١٥٤) ''جھک کر دروازے سے داخل ہونا۔'' یعنی جھک کر، کیونکہ پیشانی زمین پر رکھ کر داخل ہونا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ عرب کے ہاں جب درخت تیز ہوا سے ہلنے لگے، تو کہتے ہیں: سَجَدَتِ الْأَشْجَارُ۔''

(مَدارج السّالکین :352/1)

❁ نیز فرماتے ہیں:

جَاءَ شُيُوخُ الضَّلَالِ ...... فَأَرَادُوا مِنْ مُرِيدِيهِمْ أَنْ يَتَعَبَّدُوا لَهُمْ، فَزَيَّنُوا لَهُمْ حَلْقَ رُؤُوسِهِمْ لَهُمْ، كَمَا زَيَّنُوا لَهُمُ السُّجُودَ لَهُمْ، وَسَمَّوْهُ بِغَيْرِ اسْمِهِ، وَقَالُوا : هُوَ وَضْعُ الرَّأْسِ بَيْنَ يَدَيِ الشَّيْخِ، وَلَعَمْرُ اللّٰهِ إِنَّ السُّجُودَ لِلّٰهِ هُوَ وَضْعُ الرَّأْسِ بَيْنَ يَدَيْهِ سُبْحَانَهُ، وَزَيَّنُوا لَهُمْ أَنْ يَنْذُرُوا لَهُمْ، وَيَتُوبُوا لَهُمْ، وَيَحْلِفُوا بِأَسْمَائِهِمْ، وَهٰذَا هُوَ اتِّخَاذُهُمْ أَرْبَابًا وَآلِهَةً مِنْ دُونِ اللّٰهِ، قَالَ تَعَالٰى : ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ

الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ، وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾(آل عمران : ٧٩ـ٨٠) وَأَشْرَفُ الْعُبُودِيَّةِ عُبُودِيَّةُ الصَّلَاةِ، وَقَدْ تَقَاسَمَهَا الشُّيُوخُ وَالْمُتَشَبِّهُونَ بِالْعُلَمَاءِ وَالْجَبَابِرَةُ، فَأَخَذَ الشُّيُوخُ مِنْهَا أَشْرَفَ مَا فِيهَا وَهُوَ السُّجُودُ، وَأَخَذَ الْمُتَشَبِّهُونَ بِالْعُلَمَاءِ مِنْهَا الرُّكُوعَ، فَإِذَا لَقِيَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا رَكَعَ لَهٗ، كَمَا يَرْكَعُ الْمُصَلِّي لِرَبِّهٖ سَوَاءً، وَأَخَذَ الْجَبَابِرَةُ مِنْهُمُ الْقِيَامَ فَيَقُومُ الْأَحْرَارُ وَالْعَبِيدُ عَلٰى رُؤُوسِهِمْ، عُبُودِيَّةً لَهُمْ وَهُمْ جُلُوسٌ، وَقَدْ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ هٰذِهِ الْأُمُورِ الثَّلَاثَةِ، عَلَى التَّفْصِيلِ فَتَعَاطِيهَا مُخَالَفَةٌ صَرِيحَةٌ لَهٗ فَنَهٰى عَنِ السُّجُودِ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَقَالَ : «لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ» ...... وَتَحْرِيمُ هٰذَا مَعْلُومٌ مِنْ دِينِهٖ بِالضَّرُورَةِ، وَتَجْوِيزُ مَنْ جَوَّزَهُ لِغَيْرِ اللّٰهِ مُرَاغَمَةٌ لِلّٰهِ وَرَسُولِهٖ، وَهُوَ مِنْ أَبْلَغِ أَنْوَاعِ الْعُبُودِيَّةِ، فَإِذَا جَوَّزَ هٰذَا الْمُشْرِكُ هٰذَا النَّوْعَ لِلْبَشَرِ، فَقَدْ جَوَّزَ الْعُبُودِيَّةَ لِغَيْرِ اللّٰهِ ......

وَأَيْضًا : فَالْانْحِنَاءُ عِنْدَ التَّحِيَّةِ سُجُودٌ، وَمِنْهُ قَوْلُهٗ تَعَالٰى : ﴿وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾(البقرة : ٥٨) أَيْ مُنْحَنِينَ، وَإِلَّا فَلَا يُمْكِنُ الدَّخُولُ عَلَى الْجِبَاهِ ...... وَالْمَقْصُودُ أَنَّ النُّفُوسَ الْجَاهِلَةَ الضَّالَّةَ أَسْقَطَتْ عُبُودِيَّةَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ، وَأَشْرَكَتْ فِيهَا مَنْ تُعَظِّمُهٗ مِنَ الْخَلْقِ، فَسَجَدَتْ لِغَيْرِ اللّٰهِ، وَرَكَعَتْ لَهٗ، وَقَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ قِيَامَ الصَّلَاةِ، وَحَلَفَتْ بِغَيْرِهٖ، وَنَذَرَتْ لِغَيْرِهٖ، وَحَلَقَتْ لِغَيْرِهٖ، وَذَبَحَتْ لِغَيْرِهٖ، وَطَافَتْ لِغَيْرِ بَيْتِهٖ ...... وَسَوَّتْ مَنْ تَعْبُدُهٗ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ، وَهٰؤُلَاءِ هُمُ الْمُضَادُّونَ لِدَعْوَةِ الرُّسُلِ، وَهُمُ الَّذِينَ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ، وَهُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ ...... : ﴿تَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ، إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الشُّعَراء : ٩٧-٩٨)

''گمراہی کے علمبردار پیدا ہوئے ......انہوں نے اپنے مریدوں سے چاہا کہ وہ ان کی عبادت بجا لائیں، انہیں قائل کیا کہ وہ ان کے لیے اپنے سر کے بال منڈوائیں، انہیں سجدے کریں، اس سجدے کو وہ کوئی دوسرا نام دیتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ تو پیر کے سامنے سر رکھنا ہے۔ حالانکہ اللہ کی قسم! اللہ کو سجدہ کرنا بھی اس کے سامنے سر رکھنا ہی ہے۔ ان پیروں نے اپنے مریدوں کو قائل کیا کہ وہ ان کی نذر مانیں، ان سے توبہ کریں اور ان کے ناموں کی قسمیں اٹھائیں، یہ مریدوں کا پیروں کو رب اور معبود بنانا ہی تو ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا

كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ، وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾(آل عمران : ۷۹۔۸۰) ’’کسی بشر کے لیے یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے کتاب وحکمت اور نبوت سے سرفراز کرے، تو وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ، بلکہ وہ کہے گا کہ رب والے بن جاؤ، کیونکہ تم اس کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور خود بھی اسے پڑھتے ہو اور وہ تمہیں اس بات کا حکم نہیں دے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو ربّ بنالو، کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے گا جبکہ تم مسلمان ہو چکے ہو؟‘‘ سب سے اعلیٰ عبادت نماز ہے، ان پیروں، ملاؤں اور متکبر لوگوں نے نماز کو باہم اپنے لیے تقسیم کرلیا ہے۔ ان میں سے پیروں نے نماز کے سب سے اعلیٰ رکن یعنی سجدہ کو اپنے لیے اختیار کرلیا ہے اور ملاؤں نے اپنے لیے رکوع کرنے کو اختیار کیا ہے کہ جب کوئی ان سے ملتا ہے، تو اس کے لیے بالکل اسی طرح رکوع کرتا ہے، جس طرح نماز پڑھنے والا اپنے رب کے لیے رکوع کرتا ہے۔ ان میں سے متکبروں نے اپنے لیے قیام کا انتخاب کیا ہے، تمام آزاد اور غلام لوگ ان کے سروں کے پاس غلام بن کر کھڑے ہوتے ہیں اور یہ بیٹھے ہوتے ہیں، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے مختلف مقامات پر ان تینوں اُمور سے منع فرمایا ہے، یہ رسول اللہ ﷺ کی صریح مخالفت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے غیر اللہ کے لیے سجدہ کرنے سے بھی منع فرمایا

ہے: ''کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی کو سجدہ کرے۔''

اس کا حرام ہونا دین کی بنیادی باتوں میں سے ہے، اسے غیر اللہ کے لیے جائز قرار دینا اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی ہے۔ نماز عبادت کی سب سے اعلیٰ قسم ہے، تو جب یہ مشرک عبادت کی اس قسم کو بشر کے لیے جائز قرار دے رہا ہے، تو درحقیقت وہ غیر اللہ کی عبادت کو جائز قرار دے رہا ہے۔

پھر یہ بھی کہ ملاقات کے وقت جھکنے کو سجدہ کہتے ہیں، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا﴾(النّساء : ١٥٤) ''جھک کر دروازے سے داخل ہونا۔'' یعنی جھک کر، ورنہ پیشانی کے بل تو داخل ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔

مقصد یہ کہ جاہل اور گمراہ لوگوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کو ساقط کر دیا ہے اور اس میں مخلوق کو شریک کر لیا ہے، وہ غیر اللہ کو سجدے کرتے ہیں، ان کے سامنے رکوع کرتے ہیں، ان کے سامنے اسی طرح کھڑے ہوتے ہیں، جس طرح نماز میں (اللہ کے لیے) کھڑے ہوتے ہیں، غیر اللہ کے نام کی قسمیں اٹھاتے ہیں، نذر مانتے ہیں، ان کے لیے سر کے بال منڈواتے ہیں، ان کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں اور ان کے گھروں کا طواف کرتے ہیں۔

......جس مخلوق کی یہ عبادت کرتے ہیں، اسے رب العالمین کے برابر کر دیتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں، جو رسولوں کی دعوت کے مخالف ہیں، انہوں نے مخلوق کو رب تعالیٰ کے برابر کر دیا، یہی وہ لوگ ہیں، جو (روز قیامت اپنے معبودوں سے) کہیں گے:......﴿تَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ، إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾(الشُّعَراء : ٩٧-٩٨) ''اللہ کی قسم! یقیناً ہم کھلی گمراہی میں

تھے، جب ہم نے (شرک کرکے) تمہیں رب العالمین کے برابر کر دیا تھا۔''

(زاد المَعاد : 4/146-148)

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا وَضْعُ الرَّأْسِ عِنْدَ الْكُبَرَاءِ مِنَ الشُّيُوخِ وَغَيْرِهِمْ أَوْ تَقْبِيلُ الْأَرْضِ وَنَحْوُ ذٰلِكَ فَإِنَّهٗ مِمَّا لَا نِزَاعَ فِيهِ بَيْنَ الْأَئِمَّةِ فِي النَّهْيِ عَنْهُ بَلْ مُجَرَّدُ الْاِنْحِنَاءِ بِالظَّهْرِ لِغَيْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَنْهِيٌّ عَنْهُ .

''بزرگوں اور پیروں کے سامنے سر رکھنا یا زمین کو بوسہ دینا اور اس طرح کے دیگر اُمور ائمہ کے نزدیک بلا اختلاف ممنوع ہیں، بلکہ غیر اللہ کے سامنے (تعظیماً وتحیۃً واکراماً) جھکنا بھی ممنوع ہے۔''

(مَجموع الفَتاویٰ : 27/92)

(سوال): نیند کروٹ لی اور چھوٹا بچہ نیچے آ کر مر گیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): یہ قتل خطا ہے، اس پر دیت ہے، قصاص نہیں، واللہ اعلم!

(سوال): نابالغ کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): نابالغ اگر شرعی طریقہ سے ذبح کیا، تو اس کا ذبیحہ بالاتفاق حلال ہے۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ عَوَّامُ أَهْلِ الْعِلْمِ الَّذِينَ حَفِظْنَا عَنْهُمْ عَلٰى إِبَاحَةِ أَكْلِ ذَبِيحَةِ الصَّبِيِّ وَالْمَرْأَةِ، إِذَا أَطَاقَا الذَّبْحَ، وَأَتَيَا عَلٰى مَا يَجِبُ أَنْ يُؤْتٰى عَلَيْهِ .

''جن سے ہم نے علم محفوظ کیا، ان تمام اہل علم کا اجماع ہے کہ بچہ اور عورت اگر

ذبح کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں اور شرعی طریقہ سے ذبح کریں، تو ان کا ذبیحہ کھانا حلال ہے۔''

(الأوسط : 432/3)

سوال: فجر کی نماز وقت شروع ہونے سے پہلے پڑھ لی، تو کیا حکم ہے؟

جواب: فرض ادا نہیں ہوا، اسے چاہیے کہ جب وقت داخل ہو، تو دوبارہ ادا کرے، کیونکہ نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا ضروری ہے۔

سوال: نماز میں رونے کی آواز نکل آئی، نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز میں رونے کی آواز نکل آئے، تو کوئی حرج نہیں، خواہ رونے کی آواز خوف الٰہی کی وجہ سے نکلی ہو یا کسی تکلیف یا بیماری کی وجہ سے۔ نبی کریم ﷺ نماز میں اتنا روتے تھے کہ آپ کے سینہ سے ہنڈیا ابلنے کی آواز آتی تھی۔

❁ سیدنا عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي وَفِي صَدْرِهِ أَزِيزٌ كَأَزِيزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ .

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا، رونے کی وجہ سے آپ کے سینہ سے ہنڈیا کی طرح آواز آ رہی تھی۔''

(مسند أحمد : 16312، سنن أبي داود : 904، سنن النّسائي : 1214، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۹۰۰)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (۷۵۳) نے ''صحیح''، اور امام حاکم رحمہ اللہ (۹۷۱) نے مسلم کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

(سوال) جان بوجھ کر نجس جگہ پر نماز پڑھی، کیا حکم ہے؟

(جواب): نماز کے لیے جگہ کا پاک ہونا شرط ہے، جان بوجھ کر نجس جگہ پر نماز پڑھی، تو پاک جگہ پر دوبارہ نماز پڑھی جائے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ﴾ (الحجّ : ٢٦)

''(اے ابراہیم!) میرے گھر کو طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں کے لیے پاک کیجئے۔''

آیت کریمہ میں اشارہ ہے کہ نماز کے لیے جگہ کا پاک ہونا شرط ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک دیہاتی مسجد میں آکر پیشاب کرنے لگا، بعض صحابہ نے پکارا: رُکو! تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مت روکیں، پیشاب کرنے دیں، صحابہ رک گئے، وہ فارغ ہوا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسجد میں پیشاب نہیں کرتے اور اسے نجاست آلودہ نہیں کرتے، یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے، نماز پڑھی جاتی ہے، قرآن کی تلاوت ہوتی ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کے کلمات ارشاد فرمائے تھے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو حکم دیا، انہوں نے پانی کا ایک ڈول لا کر اس جگہ بہا دیا۔''

(صحیح مسلم : 285)

یہ حدیث دلیل ہے کہ نماز کے لیے جگہ کا پاک ہونا شرط ہے۔

(سوال): کیا مسجد کو دو منزلہ بنانا جائز ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): سجدہ سہو کا کیا حکم ہے؟

(جواب): راجح یہی معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ سہو واجب ہے، واللہ اعلم!

(سوال): جو شخص غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز سمجھے، اس کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جو شخص بغیر تاویل کیے غیر اللہ سے مافوق الاسباب مدد مانگنے کو جائز سمجھے، وہ مشرک ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، اس کا ذبیحہ حرام ہے۔

البتہ جو غیر اللہ سے مدد مانگنے کو جائز سمجھے، مگر تاویل کرے، تو اس کا حکم پہلے مشرک والا نہیں، ایسے مشرک کا ذبیحہ حلال ہے۔

(سوال): جو نبی یا ولی کو عالم الغیب سمجھے، اس کا ذبیحہ کھانا کیسا ہے؟

(جواب): عالم الغیب ہونا اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے، بغیر تاویل نبی یا ولی کو عالم الغیب کہنا کفر ہے، ایسے شخص کا ذبیحہ حلال نہیں۔

(سوال): جو نبی کریم ﷺ کی بشریت کا انکار کرے، اس کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): نبی کریم ﷺ کی بشریت کا کلی طور پر انکار کرنے والا کافر و مرتد ہے، اس کا ذبیحہ جائز نہیں۔

❁ علامہ آلوسی حنفی رحمہ اللہ (۱۲۷۰ھ) نقل کرتے ہیں:

إِنْ قُلْتَ : هَلِ الْعِلْمُ بِكَوْنِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرًا، وَمِنَ الْعَرَبِ، شَرْطٌ فِي صِحَّةِ الْإِيمَانِ؟ قَالَ : أَوْ هُوَ مِنْ فَرْضِ الْكِفَايَةِ؟ أَجَابَ الشَّيْخُ وَلِيُّ الدِّينِ الْعِرَاقِيُّ بِأَنَّهُ شَرْطٌ فِي

صِحَّةِ الْإِيمَانِ، قَالَ : لَوْ قَالَ شَخْصٌ : أُؤْمِنُ بِرِسَالَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جَمِيعِ الْخَلْقِ، وَلٰكِنِّي لَا أَدْرِي هَلْ هُوَ مِنَ الْبَشَرِ أَوِ الْمَلَائِكَةِ، أَوْ مِنَ الْجِنِّ، أَوْ لَا أَدْرِي أَهُوَ مِنَ الْعَرَبِ أَوِ الْعَجَمِ؟ فَلَا شَكَّ فِي كُفْرِهٖ، لِتَكْذِيبِهٖ لِلْقُرْآنِ وَجَحْدِهٖ مَا تَلَقَّتْهُ قُرُونُ الْإِسْلَامِ خَلَفًا عَنْ سَلَفٍ، وَصَارَ مَعْلُومًا بِالضَّرُورَةِ عِنْدَ الْخَاصِّ وَالْعَامِّ، وَلَا أَعْلَمُ فِي ذٰلِكَ خِلَافًا، فَلَوْ كَانَ غَبِيًّا لَّا يَعْرِفُ ذٰلِكَ وَجَبَ تَعْلِيمُهٗ إِيَّاهُ، فَإِنْ جَحَدَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ حَكَمْنَا بِكُفْرِهٖ.

''اگر آپ کہیں کہ کیا اس بات کا جاننا کہ آپ ﷺ بشر تھے اور آپ ﷺ کا تعلق عرب سے ہے، صحت ایمان کے لیے شرط ہے یا فرض کفایہ ہے؟ تو شیخ ولی الدین عراقی رحمہ اللہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ صحت ایمان کے لیے شرط ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ محمد ﷺ تمام مخلوقات کے لیے رسول بن کر آئے ہیں، لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ آپ بشر تھے، فرشتہ تھے یا جن تھے؟ یا یہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ کا تعلق عرب سے ہے یا عجم سے؟ تو اس کے کفر میں کوئی شبہ نہیں رہا، کیونکہ اس نے قرآنِ مجید کی تکذیب کی ہے اور ایسی چیز کا انکار کیا ہے، جو بعد والے اپنے اسلاف سے سیکھتے چلے آئے ہیں۔ یہ بات تو خاص و عام کے نزدیک یقینی طور پر معلوم ہو چکی ہے۔ مجھے اس کے بارے میں اختلاف کا کوئی علم نہیں۔ اگر کوئی

غبی شخص ایسا کہے، تو اس کو اس بات (آپ ﷺ کی بشریت اور عربی ہونے) کی تعلیم دینا واجب ہے اور اگر اس نے پھر بھی انکار کر دیا، تو ہم اس پر کافر ہونے کا حکم لگائیں گے۔''

(روح المَعاني : 113/4، المَواهب اللُّدّنية لأحمد القسطلاني : 154/3)

سوال : نماز میں نظر ادھر اُدھر پھیرنے والے کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب : ایسے التفات سے نماز فاسد نہیں ہوتی، مگر اسے مکمل توجہ نماز کی طرف کرنی چاہیے اور نگاہ کو مقام سجدہ پر رکھنا چاہیے۔

سوال : نماز میں کھانسی کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب : نماز میں کھانسی کی جا سکتی ہے، اس سے نماز میں کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔

سوال : نماز میں سر کھجلانے کا کیا حکم ہے؟

جواب : ضرورت محسوس ہو، تو کوئی حرج نہیں۔

سوال : کیا عورت مرد کے ساتھ صف میں کھڑی ہو سکتی ہے؟

جواب : نہیں۔ عورتوں کی صف مردوں سے الگ ہے۔ اگر عورت اکیلی ہے، تو وہ مردوں سے پیچھے اکیلی کھڑی ہو جائے گی، وہ اکیلی ہی صف کے قائم مقام ہے۔

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

''میں اور ایک لڑکے نے ہمارے گھر میں نبی اکرم ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی، میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے کھڑی تھیں۔''

(صحيح البخاري : 727، صحيح مسلم : 658)